ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

A Research and Analytical Review of the System of Justice and Policies of Peace during the Caliphate of Umar II (Hazrat Umar bin Abdul Aziz)

عمرِ ثانی (حضرت عمر بن عبدالعزیز) کے دورِ خلافت کے نظامِ عدل وانصاف اور امن وامان کی پالیسیوں کا تحقیقی وتجزیاتی جائزہ

Dr. Naseem Akhter
Sheema
Associate Professor, Department of Islamic Studies
Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan at-khtr_nsm@yahoo.com
MA Student, Department of Islamic Studies
Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan

Abstract

Hazrat Umar bin Abdul Aziz was a handsome man. You were a scholar of your time. He had complete mastery over all sciences. During his reign, the personal government was transformed into a democratic government. He withdrDw his nomination for the caliphate but accepted the caliphate after public opinion was expressed. His greatest wish was that Islamic democracy should remain permanent. Qasim bin Muhammad Abi Bakr, who was a non-Umayyad person, wanted to make him his crown prince. But it could not be done due to the strong opposition of Banu Umayyad. A short period of two and a half years was not enough for such a revolution. Therefore, he did not fulfill many intentions. Tried hard to remove the defects of personal government. Before him, the pioneers used to walk with the caliphs and they used to send greetings to them in the mosques like the Prophet. Abolished all these rituals. He was an example of Umar Farooq in every matter. And his example was in front of him. A just system was easy for Hazrat Umar Farooq because his tenure was close to Prophethood. And the Companions were also his supporters. But during the reign of Umar II, the situation was different. Earlier his family opposed him. He was completely alone in his environment. But despite these conditions, his government was of Islamic style. For this reason, the period of his reign is considered in the Rashidah Caliphate. Historians recognize him as the fifth Caliph after Hazrat Ali. He is also recognized as Majid-i-Aol. He was always aware of his responsibilities. He was always conscious of his responsibilities. Except for the stipulated stipend, he didn't take anything from Baitul-Mal. It was even considered a sin to heat water on the fire that burned in the official guest house, as he considered a sin to do so. At night, he would turn off the official lamp. His reign brought great happiness to his subjects. Poverty and bankruptcy ended. Civil war ended under your leadership. His style of government was liked by all kinds of people. There was peace everywhere.

Keywords: Hazrat Umar bin Abdul Aziz, Islamic democracy, Baitul-Mal, Hazrat Ali

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

تعارف:

آپ کا نام عمر تھا اور کنیت ابو حفص تھی۔ آپ کے والد کا نام عبدالعزیز اور والدہ کا نام ام عاصم ہے۔ آپ کے والد بنو اُمیہ کے ایک ممتاز شخص تھا۔ اور مصر کے گورنر بھی تھا۔ انکے والد کے گورنری کا زمانہ تقریباً 21 سال پر محیط تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے والدہ محترمہ کا نام ام عاصم تھی۔ حضرت عاصم بن عمر بن خطاب کی صاحبزادی تھیں۔ اس لحاظ سے حضرت عمر آپ کے پڑنانا ہوئے۔ نافع سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا کاش اپنی اولاد میں سے مجھے وہ شاندار شخص معلوم ہوتا جو زمین کو اسی طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوئی۔[1]

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ ہم لوگ بیان کیا کرتے تھے کہ یہ حکومت ختم نہ ہوگی۔ اس وقت تک جب حضرت عمر کے اولاد میں سے اس امت کا ولی ایک ایسا شخص نہ ہو چلے جو عمر کے نقش قدم پر چلے پر یہاں تک کہ اللہ تعالی نے عمر بن عبدالعزیز کو لایا۔[2] انکی والدہ ام عاصمہ بنت عاصمہ بن عمر بن الخطاب تھیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز مصر کے ایک گاؤں حلوان میں 62ھ میں پیدا ہوئے علامہ ذہبی کے نزدیک آپکی پیدائش مدینہ منورہ میں ہوئی۔[3]

آپ کا بچپن مدینہ منورہ میں گزرا حضرت عبداللہ بن عمر کے زیر سایہ تربیت پائی اور صالح بن کیسان اتالیق مقرر ہوئے. بچپن میں ہی آپ نے قرآن حفظ کیا اور فصاحت و بلاغت اور شعر و شاعری میں آپ کا بچپن مدینہ منورہ میں گزرا مہارت حاصل کیا اور مدینہ منورہ کے متعدد علماء وفقہاء سے علم حاصل کیا۔ اسے علوم دینیہ میں آپ بڑے پایہ کے عالم تھے۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔ آپ بڑے امام بڑے فقیہ، بڑے مجتہد، حدیث کے بڑے ماہر اور معتبر حافظ سند اور نرم خو تھے۔[4] میمون بن مہران کہا کرتے تھے کہ ہم عمر کے پاس اس خیال سے آئے تھے۔ کہ ہم سے وہ کچھ سیکھ سکیں لیکن ہم کو معلوم ہوا کہ ہم خود انکے شاگرد ہیں۔ آپ کے نزدیک علماء شاگردوں کے طرح ہوتے تھے۔[5]

حضرت عمر بن عبدالعزیز 87ھ تا 93ھ مدینہ کے گورنر رہے اس دور میں مکہ اور طائف بھی ان کے زیر حکومت تھی مسجد نبوی کے از سر نو تعمیر کروایا اور مسجد میں ایک فوارہ بھی تعمیر کروایا مسجد نبوی کے اطراف میں جو مساجد تھے جن رسول کریم ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی ان کو بھی منقش پتھروں سے تعمیر کروایا۔[6] منورہ مدینہ میں مختلف جگہوں پر کنویں کھدوائے آپ ﷺ نے متعدد بار امیر الحج کا فریضہ سر انجام دیا۔ 93ھ میں ولید بن عبدالملک نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو بوجوہ معزول کر کے خالد بن عبداللہ کو مکہ کا اور عثمان بن حیان کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا۔[7]

ولید بن عبدالملک کے بعد سلیمان بن الملک خلیفہ مقرر ہوا۔ سلیمان کو آپ ﷺ پر بے حد اعتماد تھا اور اہم امور میں سے آپؓ سے مشورہ لیتا تھا 99ھ میں سلمان بن عبدالملک کی وفات ہوئی تو رجاء بن حیات نے بنو اُمیہ کو مسجد وابق میں جمع کیا اور نئے خلیفہ کیلئے وصیت وقت کے مطابق بیعت لے لی۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اُٹھا کر منبر پر کھڑا کیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے خلافت کے بار اُٹھاتے ہوئے اناللہ پڑھ رہے تھے کہ یہ بار عظیم مجھ پر کیسے آن پڑا۔

بیعت ہو جانے کے بعد آپ سلیمان بن عبدالملک کے نماز جنازہ پڑھائی۔ تجہیز و تکفین کے بعد آپ کیلئے شاہی سواری آئی لیکن عمر بن عبدالعزیز نے اس پر بیٹھنے سے انکار کیا اور اپنے خچر پر سوار ہو گیا۔ لوگوں نے قصر خلافت کے طرف لے جانا چاہا لیکن وہاں جانے سے بھی انکار کیا اور فرمایا کہ جب تک وہاں سے سلیمان کے اہل و عیال منتقل نہ ہو میں اپنے خیمہ میں رہوگا۔[8]

جب آپ سلیمان بن عبدالملک کے کفن دفن سے فارغ ہوئے اور واپس آرہے تھے تو آپ کے ایک غلام نے آپ سے پوچھا کہ آپ اتنا غمگیں کیوں ہے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ آج دنیا میں سب سے غمگیں شخص میں ہی ہوں کیوں کہ مجھ پر بہت بڑا بوجھ ڈال دیا گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ ہر حق دار کو اسکا حق اس سے پہلے پہنچا دو کہ میرا اعمال لکھا جائے اور مجھ سے جواب طلب ہو آپ جب سلیمان بن عبدالملک کے دفن کرنے اور اپنے بیعت کرنے کے بعد اپنے گھر میں داخل ہوئے تو آپکے داڑھی آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھی۔ آپ کے بیوی نے آپ سے پوچھا کہ کیوں خیرت ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ خیرت نہیں ہے میرے گردن میں امت محمدیہ کا بہت بڑا بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ ننگے، بھوکے، بوڑھے، قیدی وغیرہ سب کا بوجھ میری گرن میں ڈال دیا گیا ہے اس وجہ سے میں رو رہا ہوں کہ کہیں قیامت کے دن مجھ سے ایسا سوال نہ ہو جائے کہ میں اسکا جواب نہ دے سکوں[9]۔ آپ شاہی خاندان کے ایک ممتاز شخص تھے۔ زہد و عبادت کے پیکر تھے اسکے باوجود آپ کے زندگی بڑے امیرانہ تھے۔ آپکے لباس بہت مشہور ہوتے تھے اور ہر ایک دن میں کئی کئی جوڑے بدلتے تھے۔ اگر اسکے لباس پر کسی کی نظر لگ جاتے تھے دوبارہ اسے نہ پہنتے تھے۔ عطر کا بے حد شوقین تھا۔ جب آپ والی حجاز بن کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو تیس اونٹوں پر آپکے ذاتی سامان تھا۔ مگر خلافت کے بعد آپکے زندگی نہایت سادہ ہوگئی۔ آپ کے لباس کا صرف ایک جوڑا

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

رہ گیا۔اس ایک جوڑے کو دھو دھو کر پہنتے تھے۔فرض وفات میں مسلمہ عبالملک نے اپنی بہن اور اپنی بیوی فاطمہ سے کہا کہ اس کے لیے دوسری قمیض لا کر دو عیادت کے لیے لوگ آتے تھے اور یہ قمیص میلی ہوگئی ہے اس بات پر فاطمہ خاموش ہوگئی جب دوبارہ کہا تو بولیں، خدا کی قسم اسکے علاوہ دوسری قمیص نہیں ہے۔خلافت کے بعد حالت یہ ہوگئی کہ ہر وقت غمگیں رہتا تھا چہرے پر پریشانی کے آثار پیدا ہوگئے ایک لونڈی نے اس پریشانی کا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ مشرق و مغرب میں کوئی فرد ایسا نہیں ہے جس کا مجھ پر حق نہ ہو۔آپ کے بیوی فاطمہ کو اپنے والد نے جہیز میں جواہرات دیئے تھے۔آپ نے اپنے بیوی سے کہا کہ اسکو بیت المال میں داخل کر دو ورنہ مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ بیوی نے آپ کے تابعداری میں اپنے جواہرات بیت المال میں داخل کر دیا۔آپکے بعد آپ کی جانشین یزید بن عبدالملک نے اپنے عہد میں یہ جواہرات اپنے بہن کو واپس کرنا چاہا مگر فاطمہ نے اس سے انکار کر دیا۔اور جواب دیا کہ اپنے خاوند کی زندگی میں انکے پروانہ کی تو اب مجھے ان کی کیا ضرورت ہے [10]۔

حضرت عمر ابن عبدالعزیز نہایت سادہ، خوش اخلاق صبر کرنے والا اور نرخو انسان تھے۔دنیا کی رنگینیوں سے بیزار تھے اپنے امارت کے دور میں نہایت شان و شوکت سے رہتا تھا۔لیکن خلافت کے بعد آپکی زندگی نہایت سادہ ہوگئی۔خوراک نہایت سادہ تھے۔شرم و حیا آپکے زندگی میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئے تھے۔رحم دلی آپ کا خاص صفت تھا۔اچھے اخلاق کی وجہ ہر کسی کو عزیز تھے ہمیشہ علماء کی قدر کرتے تھے عبادات کا خاص اہتمام کرتے تھے۔آپ کے بارے میں احادیث مبارکہ ہے۔

﴿حدثنا احمد بن صالح وابن رافع قالا حدثنا عبد اللہ بن ابراہیم بن عمر بن کیسان حدثی ابی عن وھب بن مانوس قال سمعت سعید بن جبیر بقول سمعت انس بن مالک یقول ماصلیت ورائ احد بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ھذاالفتی یعنی عمر بن عبدالعزیز قال مخذرنا فی رکوعہ عشر تسبیحان قال ابوداؤد قال احمد بن صالح قلت لہ مانوس اؤ مابوس قال اماعبدالرزاق فیقول مابوس واما حفظی فمانوس وھذالفظ ابن رافع قال احمد عن سعید بن جبیر عن انس بن مالک﴾۔[11]

"احمد بن صالح، ابن رافع، عبد اللہ ابن ابراہیم بن عمر بن کیسان وہب بن مانوس ہیں۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے بعد اس نوجوان یعنی عمر بن عبدالعزیز کے سوا کسی کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی ہو۔آپ ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھتی ہو۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے ان کے رکوع و سجود کا دس تسبیحات کے بقدر اندازہ قائم کیا"۔ابو نعیم نے سند صحیح بیان کیا ہے کہ ایک اور رباح بن عبید نے دیکھا کہ عمر بن عبدالعزیز نماز کیلئے جارہے ہیں اور اسکے ساتھ ایک بوڑھا آدمی انکے ہاتھ پر سہارا دیتے ہوئے چلا جارہا ہے ، جب نماز فارغ ہوئے اور اپنے مکان کی طرف جارہے تھے تو رباح نے پوچھا وہ بوڑھا آدمی کون تھا عمر بن عبدالعزیز نے یہ سن کر تعجب سے کہا کہ تم نے بھی دیکھ لیا تم بھی اچھے آدمی ہو تم کو بتا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔وہ حضر تھے۔مجھ سے امت محمدیہ کا حال پوچھتے اور عدل و انصاف کی تلقین کرنے آئے تھے۔ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت بن عمر عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے رات خواب میں دیکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ تشریف رکھتے ہیں۔آپ ؐ کی دائیں طرف حضرت ابو بکر صدیق اور بائیں طرف حضرت عمر فاروق بیٹھے ہیں۔اور سامنے آپ (حضرت عمر بن عبدالعزیز) ہیں اتنے میں دو آدمی کچھ خصومت لائے آنحضرت ﷺ آپ کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا اپنے دور خلافت میں حضرت عمر اور حضرت ابو بکر کے قدم باقدم چلنا۔تو اس پر حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں یہ ایسا ہی کرتے ہیں یہ خواب بیان کر کے راوی نے اس خواب پر قسم کھائی تو عمر بن العزیز رونے لگے [12]۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز منبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور نماز عصر میں انہوں نے کچھ تاخیر کر دی تو عروہ بن زبیر نے ان سے کہا: یاد رہے کہ جبرائیل نے حضرت محمد کو نمازوں کے اوقات کی خبر دی ہے تو عمر بن عبدالعزیز نے ان سے کہا: اپنی بات پر زرا غور کیجئے! تو عروہ نے کہا کہ میں نے بشیر بن ابی مسعود سے سنا ہے۔وہ کہہ رہے تھے۔میں نے ابو مسعود انصاری سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے۔"جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے نماز کے اوقات کی اطلاع دی اور میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر پڑھی، پھر پڑھی، پھر پڑھی، پھر پڑھی۔آپ یہ بیان کرتے ہوئے اپنی انگلیوں پر پانچ نمازوں کو شمار بھی کر رہے تھے۔ تو میں نے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز ظہر پڑھتے تھے جبکہ سورج ڈھل جاتا تھا اور سخت گرمی کے وقت کبھی مؤخر بھی کر لیتے تھے۔اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ عصر کی نماز پڑھتے تھے جبکہ سورج اونچا اور سفید ہوتا تھا ۔زردی آنے سے پہلے پہلے۔آدمی نماز پڑھ کے نکلتا اور غروب سے پہلے پہلے ذوالخلیفہ مقام تک پہنچ جاتا تھا اور مغرب کی نماز پڑھتے جس وقت کہ سورج غروب ہو جاتا اور عشاء پڑھتے جبکہ افق مغرب سیاہ ہو جاتا اور کبھی مؤخر بھی کر دیتے حتیٰ کہ لوگ جمع ہو جاتے اور فجر کی نماز آپ نے ایک بار اندھیرے میں پڑھی اور ایک دفعہ پڑھی تو روشن کر دی مگر اسکے بعد آپ کی نماز اندھیرے ہی میں ہوا کرتی تھی حتیٰ کہ آپ وفات ہوگئی اور کبھی روشن نہ کی۔امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو زہری سے معمر، مالک، ابن عیینہ، شعیب بن ابی حمزہ اور لیث بن سعد وغیرہ نے روایت کیا ہے مگر اس میں وہ وقت ذکر نہیں کیا جس میں کہ آپ نے نماز پڑھی اور نہ ان لوگوں نے اس طرح تفصیل بیان کی ہے۔اور ایسے ہی ہشام بن عروہ سے معمر اور اسکے ساتھیوں کی مانند روایت کیا ہے مگر حبیب نے بشیر کا

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
GUMAN
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

واسطہ ذکر نہیں کیا۔اور وہب بن کیسان نے جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نبی کریم ﷺ سے مغرب کا وقت روایت کیا ہے۔ کہا کہ پھر دوسرے دن (جبرائیل) مغرب کے لیئے آئے جبکہ سورج غروب ہو گیا۔ایک ہی وقت میں (یعنی پہلے اور دوسرے دن کا وقت ایک ہی تھا) امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا حضرت ابو ھریرہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے یعنی "پھر مجھے اگلے دن نماز مغرب پڑھائے۔ایک ہی وقت میں"۔اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ سند حسان بن عطیہ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی ﷺ مروی ہے[13]۔

محمد بن فضالہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ عمر بن عبدالعزیز ایک جزیرہ میں کسی راہب کے پاس سے گزرے راہب نے آپ کی طرف دیکھا اور آپ کے پاس آیا حالانکہ کبھی وہ کسی کے پاس نہیں آیا کرتا تھا اس نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کے پاس کیوں آیا ہوں آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر نہیں اس نے کہا کہ محض اس لیئے کہ آپ ایک عادل امام کے صاحبزادہ ہیں ہم نے کتابوں میں ان کا مرتبہ ایسا پڑھا ہے کہ آپ عادل اماموں میں سے ہیں جیسے شہر حرام میں رجب المرجب ایوب بن سوید اسکی تفسیر اس طرح بیان کرتے ہیں کہ تین پے درپے اشہر حرام کے ابو بکر و عمرو عثمان اور رجب جو اشہر حرام میں اکیلا ہے تو وہ عمر بن عبدالعزیز ہے۔

حسن قصاب کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں، میں نے بھیڑوں کو بکریوں کے ساتھ چرتا ہوا دیکھا ہے میں نے کہا سبحان اللہ بھیڑیا اور بکریوں کے پاس اور پھر نقصان نہ ہو یہ سن کر چرواہے نے کہا کہ جب سر اصلاح پر ہوتا ہے تو پھر بدن پر کچھ نقصان نہیں پہنچتا[14]۔ابن سعد کا قول ہے کہ فاروق اعظم کہا کرتے تھے کہ کاش میں اپنے اس داغدار بیٹے کا زمانہ پاتا جو دنیا کو اس طرح عدل وداد سے بھر دے گا جیسا کہ وہ اس وقت ظلم سے بھری ہوئی ہو گی[15]۔

مالک بن دینار کا قول ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص زاہد ہو سکتا ہے تو عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ دنیا ان کے پاس آئی اور انہوں نے ٹکر ایا۔یونس بن ابی شبیب کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو خلافت سے پہلے دیکھا کہ ان کے پاجامہ کا نیفہ موٹائی کے سبب ان کے پیٹ میں گھسا ہوا تھا لیکن خلیفہ ہونے کے بعد وہ اس قدر لاغر ہو گئے تھے کہ ان کی ایک ایک ہڈی گنی جا سکتی تھی۔ عمر بن عبدالعزیز کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو جعفر منصور نے پوچھا کہ جب انہوں نے انتقال کیا تو کیا آمدنی تھی؟ میں نے کہا کہ کل چار سو دینار اور اگر کچھ دنوں اور زندہ رہتے اور بھی کم ہو جاتی[16]۔

عون بن معمر کہتے ہیں کہ ایک روز آپ اپنی بیوی سے فرمانے لگے کہ فاطمہ تمھارے پاس ایک درہم بھی رکھا ہے؟ آج انگوروں کو طبیعت چاہتی ہے انہوں نے کہا کہ نہیں میرے پاس کہاسے آیا آپ توامیر المومنین ہیں اور ایک درہم کی بھی حیثیت نہیں رکھتے کہ انگور ہی خرید لیں آپ نے فرمایا کہ انگور نہ کھانا مجھ پر زیادہ آسان ہیں منسبت اسکے کہ کل جہنم میں زنجیریں پہنوں۔ سہل بن صدقہ کہتے ہیں کہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو آپ کے گھر میں سے رونے کی آواز سنائی دی تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ نے اپنی باندیوں کو اختیار دے دیا ہے اور کہہ دیا ہے کہ میرے اوپر بہت بڑا بوجھ آن پڑا ہے کہ جس کی وجہ سے میں تم سے بے پرواہ ہو گیا ہوں لہذا جو تم میں سے آزاد ہونا چاہے وہ آزاد ہے اور جو رہنا چاہے وہ اس شرط سے رہے کہ مجھے اس سے کچھ سروکار نہ ہو گا۔ یہ سن کر تمام باندیاں مایوس ہو کر رو رہی ہیں[17]۔ حکیم بن عمر کہتے ہیں کہ میں ایک روز عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں خاضر تھا کہ داودغہ اصطبل حاضر ہوا اور اصطبل کا خرچ مانگنے لگا۔آپ نے فرمایا کہ تمام گھوڑوں کو شام کے شہروں میں لے جا کر جس قیمت پر ممکن ہو فروخت کر کے انکی قیمت اللہ کی راہ میں دے دو، میرے لیے میرا انچر ہی کافی ہے[18]۔آپ کی حرم محترم فرماتی ہیں کہ خلافت کے آیام میں آپ باہر سے آکر سر سجدے میں رکھ دیتے اور روتے اور اسی حالت میں آپ سو جاتے جب آپ کی آنکھ کھلتی پھر رونے لگ جاتے[19]۔

ابو امیہ خصی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے غلام کہتے ہیں کے میں نے ایک روز اپنے آقا کی حرم محترم سے شکایت کی کہ ہر روز مجھ سے مسور کے دال نہیں کھائی جاتی انہوں نے جواب دیا کہ بٹیا تمھارے آقا کی بھی یہی خوراک ہے یعنی مسور کے دال ابراھیم بن میسرہ کہتے ہیں کہ میں نے طاوس سے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے آئے تو دیکھا کہ ان کے کرتے میں سامنے اور پیچھے پیوند لگے ہوئے ہیں۔ایک شخص نے کہا کہ امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب کچھ عطا فرمایا ہے پھر آپ کپڑے کیوں نہیں بنواتے؟ آپ تھوڑی دیر تک سر جھکائے ہوئے کچھ سوچتے رہے پھر فرمایا کہ تونگری میں میانہ روی اور قدرت میں عفو بڑی چیز ہے۔[21]عطا کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رات کے وقت فقہاء کو جمع فرماتے اور موت وقیامت کا ذکر کر کے اس قدر روتے کہ گویا ان کے سامنے کوئی جنازہ رکھا ہوا ہے۔ عبداللہ بن غبداء کہتے ہیں کہ ایک روز آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ لوگو اپنی پوشیدہ باتوں میں اصلاح کرو، ظاہری باتوں میں خود اصلاح ہو جائے گی۔ آخرت کے واسطے عمل کرو اور دنیا کے لیے اس قدر توجہ کرو جتنی ضرورت ہو اور یاد رکھو تمھارے آباؤ اجداد کو موت کھا چکی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ سلف صالحین کی راہ پر عمل کرو کیونکہ وہ تم سے اچھے اور زیادہ عالم

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

تھے۔ایک مرتبہ آپ نے عمرو بن قیس سکونی کو لشکرِ صائفہ کا سپہ سالار بنا کر روانہ کیا اور رخصت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں نیک لوگوں کی بات سننا اور بدوں سے در گزر کرنا، جاتے ہی انکا قتل نہ شروع کر دینا اور آخر میں بدنامی نہ اُٹھانا، متوسط حالت اختیار کرنا کہ وہ تمہارے مرتبہ نہ بھول جائیں اور تمہاری باتیں سننے کی تمنا کرتے رہیں[20]۔

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز جب کسی شخص کو سزا دینے کا ارادہ فرماتے تھے تو اول اس کو تین دن تک قید رکھتے تھے تاکہ غصہ میں اس کو سزا نہ دیں۔

عطاء خراسانی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے غلام کو پانی گرم کرنے کو فرمایا وہ شاہی مطبخ خانے سے گرم کر لایا جب آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے مطبخ خانے میں ایک درہم کی اس کی عوض لکڑیاں بھجوا دیں عمرو بن مہاجر کہتے ہیں کہ آپ کی عادت شریف تھی کہ آپ جب تک خلافت کے کام میں منہمک رہتے تو بیت المال سے چراغ جلاتے اور جب اس سے فارغ ہوتے تو اُسے فوراً گل کر کے اپنا چراغ روشن کر لیتے۔

مکحول کہتے ہیں کہ اگر میں قسم کھا کر بیان کروں کہ عمر بن عبدالعزیز بہت بڑے زاہد اور دل میں خوفِ خدا رکھنے والے تھے تو واللہ میرا حلف بالکل سچا ہے۔ سعید بن ابی عروبہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز جب موت کا ذکر کیا کرتے تو آپ کے بدن کے جوڑ رونے کی وجہ سے ہل جاتے تھے۔عطاء کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز روزانہ رات کو فقہاء کو جمع کر کے موت اور قیامت کا ذکر کیا کرتے تھے پھر اتنا روتے تھے کہ گویا آپ کے سامنے جنازہ رکھا ہوا ہے[21]۔وہیب بن ورد کہتے ہیں کہ ایک دن بنو مروان آپ کے دروازے پر جمع ہوئے اور انہوں نے آپ کے صاحبزادہ عبدالملک سے کہا کہ اپنے والد ماجد سے جا کر کہو کہ جتنے خلفاء گزرے ہیں۔ وہ تمام ہمارے لیے کچھ عطا دیا کرتے تھے مگر آپ نے تمام بند کر دیں۔اس نے آپ سے آکر کہا آپ نے فرمایا کہ ان سے یہ کہہ دو کہ میرے والد کہتے ہیں:

اِنِّیْ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ۔ اگر میں اللہ تعالی کی نافرمانی کروں گا تو قیامت کو عذاب ہو گا[22]۔

ایاس بن معاویہ بن قرہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بہت بڑے ہوشیار کاریگر کی کہ جس کے پاس مشین نہ ہو اور بغیر مشین ہی کے اپنی کاریگری دکھلادے[23]۔غدی بن فضل کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خطبہ فرماتے سنا ہے۔ کہ لوگو! خداوند تعالی سے ڈرو اور رزق کی تلاش میں حلال طریقے اختیار کرو۔ اگر تمہاری قسمت میں رزق مقسوم ہے تو اگر وہ پہاڑ کی چوٹی یا زمین کی تہ میں بھی ہو گا تو تمہارے پاس ضرور آئے گا۔ازہر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ایک روز خطبہ فرماتے دیکھا کہ آپ پیوند کا کُرتا پہنے ہوئے تھے[24]۔ جراح بن عبداللہ عامل خراسان نے آپ کو لکھا کہ اہل خراسان بہت ناہموار لوگ ہیں، یہ بغیر تلوار کے سیدھے نہ ہوں گے۔ آپ نے جواب لکھا کہ تم یہ جھوٹ کہتے ہو کہ اہل خراسان بغیر تلوار کے اصلاح پر نہ آئیں گے۔ عدل اور حق رسانی وہ چیزیں ہیں کہ خود درست ہو جائیں گے۔ پس ان میں انہیں دو چیزوں کی اشاعت کرو۔

صالح بن جبیر کہتے ہیں کہ کبھی ایسا اتفاق ہوتا کہ میں کوئی بات امیر المؤمنین سے کہتا اور وہ مجھ سے ناراض ہو جاتے۔ ایک مرتبہ انکے سامنے ذکر ہوا کہ ایک کتاب میں لکھا ہے کہ بادشاہ کی ناراضی سے ڈرنا چاہئے اور جب بادشاہ کا غصہ اُتر جائے تب اسکے سامنے جانا چاہئے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ صالح میں تجھے اجازت دیتا ہوں کہ تو میرے ساتھ اسکی پابندی نہ کر۔ ذہبی کہتے ہیں کہ میلان نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں قدر کا انکار کیا۔ آپ نے اس کو بلا کر توبہ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے کہا کہ اگر میں گمراہ ہوتا تو آپ کا یہ ہدایت کرنا مناسب تھا۔ آپ نے فرمایا کہ الٰہی! اگر یہ شخص سچا ہے تو خیر ورنہ اسکے ہاتھ اور پیر کاٹ اور اسکو سولی پر چڑھا، یہ فرما کر اسکو چھوڑ دیا۔ وہ اپنے عقیدے پر قائم رہا اور اس کی اشاعت بھی کرتا رہا مگر خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے اس کو اس عقیدے کے جرم میں پکڑ کر اس کے اعضاء کٹوائے اور سولی پر چڑھا دیا[25]۔ آپ کی تین بیویاں تھیں اور آپ کے گیارہ بیٹے تھے بیویوں میں فاطمہ بنت عبدالملک بالکل آپ ہی کی طرح نیک دل اللہ والی خاتون تھی۔ فاطمہ بنت عبد الملک خلیفہ کی پوتی، خلفاء کی بہن خلیفہ کی بیوی تھیں۔ مگر نہایت زاہدانہ زندگی بسر کی۔ عمر بن عبدالعزیز کے بیٹے اسحاق، یعقوب، موسی، عبداللہ بکر، ابراہیم بیویوں سے اور باقی امہات ولد سے تھے۔ جن کے نام عبدالملک، ولید، عاصمہ، یزید، عبداللہ عبدالعزیز اور ریان تھے۔ آپ کے صاحبزادی عبدالملک بالکل باپ کے نمونے پر تھے اکثر آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو اپنے بیٹے عبدالملک کی وجہ سے نیکیوں اور عبادتوں کی ترغیب ہوتی ہے مگر یہ آپ کے سامنے ہی فوت ہو گئے تھے[26]۔

آپ نے رجب 0101 (جنوری 720ء) میں دو سال پانچ ماہ کے خلافت کے بعد چالیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے وفات کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ بنو اُمیہ نے آپ زہر پلایا تھا۔ آپ کی اصلاحات سے بنو امیہ ناراض تھے اور جب ان لوگوں کی قوت برداشت ختم ہو گئی اور وہ غصہ ہو گئے تو ایک غلام کو ایک ہزار اشرفی رشوت کے طور پر دے کر آپ کو زہر دلا دیا۔ آپ کو اس بات علم ہو گیا تھا کہ کسی نے مجھے زہر دیا ہے لیکن انتقام لینا پسند نہ کیا اور ایک ہزار لے کر بیت المال میں واپس داخل کر دیا اور غلام کو آزاد کر دیا[27]۔ مجاہد کہتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے پوچھا کہ لوگ میرے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ کسی نے

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

جادو کیا ہے۔ تو اس پر عمر بن عبد العزیز نے جواب دیا کہ نہیں مجھ پر سحر نہیں کیا گیا ہے مجھ کو کسی نے زہر دیا ہے اور مجھے اس وقت معلوم ہو گیا ہے پھر آپ نے وہی غلام کو بلایا جس نے آپ کو زہر پلایا تھا، جب وہ آیا تو عمر بن عبدالعزیز نے صبر و تحمل سے کام لیا اور فرمایا کہ افسوس تو نے مجھے زہر دیا ہے۔ آخر کس وجہ سے تو نے مجھے زہر دیا تو اس پر غلام نے کہا کہ مجھے ایک ہزار دینار دیئے گئے ہیں اور آزادی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ آپ نے وہ دینار اس غلام سے واپس لے لیا اور بیت المال میں داخل کر دیا اور غلام سے کہا کہ اب یہاں بھاگ جاؤ کہ کسی کو تیری صورت نظر نہ آئے۔

عبید بن حسان کہتے ہے کہ وقت نزع شروع ہوا تو آپ نے لوگوں سے کہا کہ مجھے تنہا چھوڑ دو سب باہر چلے جاؤ چنانچہ لوگوں نے اسطرح کیا اور آپ کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک دروازے پر کھڑے رہے۔ انہوں نے سُنا کہ آپ نے فرمایا:

"بسم اللہ تشریف لائیے۔ یہ صورت تو نہ آدمیوں کی ہے اور نہ جنوں کی، پھر یہ آیت پڑھی۔

تلک الدَّارُ الآخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ

اسکے بعد جب کوئی آواز نہ آئی تو وہ دونوں اندر گئے۔ دیکھا تو آپ وفات ہو چکے تھے۔ آپ کی وفات 25 رجب سنہ 101ھ کو ہوئی۔ دو برس پانچ مہینے اور چار دن آپ نے خلافت کی۔ آپ کے وفات حمص کے علاقہ دیر معان میں ہوئی۔ آپ کی وفات کا حال سن کر امام حسن بصری نے فرمایا کہ آج سب سے بہتر آدمی اُٹھ گیا۔

حضرت عمر ثانی عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت کے نظام عدل وانصاف کا جائزہ

الف) عدل کے معنٰی:

عدل کے لغوی معنٰی:

1) فالعدل ھو التقسیط علی سواء:

عدل سے مراد مساوات کے طریقہ پر انصاف کرنا[28]۔

2) قال ابن العربی العدل الاستقامت

ابن عربی کے بقول عدل کے معنی استقامت کے ہیں[29]۔

3) مساوی ہونا، برابری، کاموں میں درمیانی حد کا خیال رکھنا[30]۔

عدل کا مفہوم:

(1) عدل اسکا معنی سیدھا ہے۔ اور یہ جور کی ضد ہے۔ عدل لفظ اللہ کے ناموں میں سے ہے یعنی خواہشات کے طرف مائل نہیں ہوتا۔ عدل حق کے ساتھ فیصلہ کرنے کو کہتے ہیں[31]۔

(2) امام جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے: "العدل الامر المتوسط بین الافراط والتفریط"

عدل افراط و تفریط کے درمیان متوسط کام کو کہتے ہیں[32]۔

(3) عدل (بالفتح) کے معنی قسمت، فدیہ، مرد صالح اور حق وانصاف کے ہیں[33]۔

(1) اصلاحات:

ولید کے عہد میں فتوحات سے اسلامی سلطنت کافی وسیع ہو گیا تھا۔ اسلئے حضرت. عمر بن عبدالعزیز (عمر ثانی) کا دور فتوحات کا زمانہ نہیں تھا۔ لیکن اس وقت ضرورت صرف اور صرف نظر حکومت میں مضبوطی اور عدل وانصاف پیدا کرنا تھا۔ خالص اسلامی نظام کا قیام انتہائی ضروری تھا۔ بنواُمیہ کی شخصی حکومت نے ہر طرف معاشرہ میں ہر قسم کی خرابیاں پیدا تھے۔ حکومت کو اشاعت اسلام سے دلچسپی ختم ہو گئی تھی ۔ اگر کوئی بڑا جاگیر ہوتا تو وہ شاہی خاندان کا ہوتا تھا۔ اسلامی جمہوریت اور مساوات ختم ہو چکا تھا۔ شاہی خاندان عیش وعشرت میں مشغول تھے۔ خلیفہ بیت المال سے بے دریغ خرچ کرتا تھا۔ ہر طرف ناانصافی اور بدسلوکی تھی۔ جو نو مسلم اور ذمی لوگ تھے۔ وہ تو بالکل محفوظ نہیں تھے۔ لیکن جب عمر ثانی بن عبدالعزیز کا دور شروع ہوا۔ تو اسکے مختصر دور حکومت میں آپ نے ان ناانصافیوں کو روکنے کیلئے والہانہ جدوجہد کی۔ بنواُمیہ اسپر عمر بن عبدالعزیز سے ناراض تھے۔ لیکن اسکے باوجود عمر ثانی نے قلیل عرصے میں وہ انقلاب پیدا کیا۔ کہ خلافت راشدہ کی یاد تازہ ہو گئی۔

GUMAN
ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

(2) جاگیروں اور جائیدادوں کی واپسی:

شاہی خاندان نے رعایا کے جاگیروں کو اپنا ملکیت بنایا تھا۔ خود آپ کے پاس بڑے جاگیر تھی۔ آپ نے سب سے پہلے اپنے جاگیر کا اہتمام کیا۔ آپ نے بنواُمیہ سے کہا کہ اگر تم میرے ساتھ اس معاملے میں کھڑے نہ ہوئے تو اسمیں تمھارے رسوائی ہے۔ اسکے بعد مسجد میں عوام سے خطاب کیا۔ اور جاگیروں کے کاغذات پھاڑ کر ان کو جاگیر واپس کردی۔ اسکے بعد صوبائی حکام کو پیغامات روانہ کیا کہ جو جب غصب شدہ جاگیریں ہے یا نقدی مال ہے سب کو حقداروں کے حوالے کرو اسکے اس عمل سے بنوامیہ سخت ناراض ہوئے۔ آپ نے اس سے کہا کہ اگر آپ کے پاس دو دستاویزوں ہو۔ ایک امیر معاویہ کی اور ایک عبدالملک کی تو تم کسی پر عمل کروگی۔ اس نے کہا کہ جو پرانہ دستاویز ہے ہم اس پر عمل کرے گی۔ اس بات ہر عمر ثانی نے کہا کہ جو قدیم دستاویز ہے۔ وہ تو کتاب اللہ ہے میں اسپر عمل کرونگا۔ آپ نے بنواُمیہ کے اس ناراضی کے باوجود بھی اس عظیم کارنامہ کو سر انجام دیا۔

بیت المال کی اصلاح:

بنوامیہ کے جو خلفاء تھے جائز و ناجائز کو نہ دیکھتے تھے۔ لیکن خزانہ کو پر کرنا چاہتا تھا۔ اور پھر اسکو جہاں چاہتے تھے۔ خرچ کرتا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے ان سارے معاملات کو ختم کردیا۔ اسمیں ٹیکس اور نوروز کے تحائف بھی شامل تھے۔ سب کو ختم کردیا۔ نو مسلموں پر جو جزیہ اور خراج تھا اس کو بھی بند کردیا۔ اس وجہ سے بہت سارے لوگ اسلام میں داخل ہوگئی۔ شاہی اصطبل کے سارے گھوڑے بیچ کر ان کے قیمت بیت المال میں داخل کردیا۔ بیت المال کے اخراجات پر کھڑی نگاہ رکھتے تھے۔ آپ نے حکم دیا کہ کاغذ کا خرچ زیادہ نہ کرو۔ باریک قلم سے تنگ سطور پر لکھائی کرو۔ غریبوں اور محتاج لوگوں کیلئے وظیفہ مقرر کردیا۔ سب کو ایک جیسا وظیفہ ملتا تھا۔ یعنی امیر اور غریب کو، مساکین اور مسافروں کیلئے لنگر خانے بنائے۔

عمال کا محاسبہ:

آپ نے ان تمام حکام کو معزول کردیا جو حجاج کے مقرر کردہ تھے۔ اسلئے کہ ظلم وہ ستم کرنے میں بدنام ہوگئے تھے۔ ان ظالم لوگوں کے جگہ اچھی اور نیک دل لوگوں کو مقرر کردیا۔

کسی کو شبہ کے بنا پر سزا نہ دیا جائے۔ حقداروں کے حقوق ادا کرے اور ہر کسی سے اچھا سلوک کریں یہ تحریریں عاملوں کو جاری کیے۔ ایک مرتبہ جراح بن عبداللہ نے آپ کو لکھا کہ خراسان کے لوگ کوڑے اور تلوار کے بغیر سیدھا نہیں ہوسکتے۔ اسلئے آپ مجھے سختی کی اجازت دی جائے۔ آپ نے جواب میں خط لکھا کہ یہ بالکل غلط بات ہے ان لوگوں کو عدل و انصاف درست کرسکتا ہے۔ اس لئے آپ اسپر عمل کرو[34]۔

باغ فدک:

آپ نے بنوامیہ کو جمع کیا اور فرمایا کہ باغ فدک نبی کریمؐ کے پاس تھا۔ جسکے آمدنی آپ نے بنوہاشم اور بچوں اور بیواؤں کیلئے وقف کیا تھا۔ حضرت فاطمہ نے بھی اس باغ کو مانگا تھا۔ لیکن نبی کریمؐ نے اسکو دینے سے انکار کیا۔ حضرت ابوبکر اور عمر کے دور میں بھی وہ باغ اسی حالت پر تھا۔ پھر مروان نے ان کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ مروان سے مجھے وہ میراث میں ملا۔ لیکن جس باغ کو نبی کریمؐ نے اپنے بیٹی فاطمہ کو دینے سے انکار کردیا تھا۔ تو وہ میرے لئے کس طرح حلال ہوگئی۔ اسی لئے میں اس باغ کو اسطرح اس حالت پر چھوڑ دیتا ہوں۔ جو نبی کریمؐ کے زمانے میں تھا[35]۔

عمال کے خطوط کا جواب:

1) بعض عمال نے خطوط لکھا کہ ہمارے شہر میں راستے اور قلعے ویران ہے اسکو مرمت کی ضرورت ہے۔ لہذا ہمیں کچھ مال عطا کریں تاکہ اسکے مرمت ہو جائے آپ نے جب خط پڑھا۔ تو جواب میں لکھا کہ ہم تم جب میرے خط پڑھوں تو اس وقت اس شہر میں عدل و انصاف کے قائم کرکے قلعے بنا لو اور اسکے جو راستے ہے اسکو ظلم سے دور کرکے پاک صاف کرو یہ اس کے مرمت ہے۔

2) مالک بن دینار کہتے ہیں کہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تھے تو چرواہے تعجب کرتے تھے کہ کون خلیفہ ہوگیا ہے کہ اب بھیڑیے بھی ہماری بکریوں کو نقصان نہیں پہنچاتے[36]۔

تبری کی بندش:

جب بنواُمیہ کے خلافت کا آغاز ہو گیا تو وہ حضرت علیؓ کو بدنام کرنے کیلئے آپ کے حق میں نازیبا کلمات کا استعمال کرتے تھے۔ حضرت عمر ثانی نے اپنے حکام کو تاکیدی احکام بھیج کر اس رسم کو بند کر دیا۔ اسکی جگہ قرآن کریم کی آیات شامل کیا۔ اس سے شیعان علی بہت خوش ہوئے اور آپ کے وفادار بن گئے۔

خواج سے سلوک اور اشاعت اسلام :

خوارج ایک ایسا گروہ تھا۔ جو ہر وقت مصروف بیکار رہتا تھا اور کسی حکومت کو بھی تسلیم نہیں کرتا تھا۔ لیکن تعجب سے خواج اس حکومت میں خاموش رہے. آپ نے خوارج کے سردار کو لکھا کہ تم مجھ سے بات چیت کر لو اگر ہم حق پر ہے تو تم کو چاہیے۔ کہ ہمارے اطاعت کرے اور اگر ہم حق پر ہے تو ہمیں اپنے متعلق فکر کرنا چاہئے۔ اس بات پر بسطام نے دو آدمیوں کو مناظرے کیلئے روانہ کیا۔ ایک نے عمر ثانی کے بات کو تسلیم کیا۔ اور ایک دوبارہ چلا گیا۔ بنو امیہ کے سابق خلفاء اشاعت اسلام سے بالکل غافل ہو چکے تھے بلکہ اسکے اشاعت کے راستے میں بڑے رکاوٹیں ڈالے تھے۔ مثلاً نومسلموں سے جزیہ وصول کرنا تاکہ خزانہ بھر جائے۔ عربوں کے برابر حقوق نہ ملنا۔ آپ نے حکم دیا کہ نومسلموں سے جزیہ اُصول نہ کرے۔ اس وجہ سے ہر طرف بہت سارے لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔ سندھ میں راجہ داہر کے بیٹا مسلمان ہو گیا۔

اسکے علاوہ بھی بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ انکو عربوں کے حقوق کے برابر حقوق دیئے گئے۔ غیر ممالک مثلاً چین وغیرہ میں بھی تبلیغی وفود روانہ کیئے۔ بعض حاکموں نے عمر ثانی کو لکھا کہ لوگ جزیہ کے خوف سے ایمان لا رہے ہے اور مسلمان ہوتے ہے۔ اسلیئے ختنہ کر کے امتحان لینا چاہئے، لیکن آپ نے اُسے منع کیا اور لکھا کہ اسلام کا اصل مقصد رشد و ہدایت ہے نہ کہ فتنہ[37]۔

آپ کے عدل و انصاف سے لوگ اتنے خوش تھے۔ کہ یحیٰ بن سعید کا بیان ہے۔ کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حکم پر میں افریقہ میں صدقہ اُصول کر کے۔ فقراء میں تقسیم کرنا چاہا لیکن مجھے کوئی فقیر نہیں ملا۔ کیونکہ عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو امیر بنا دیا تھا۔ پھر میں نے صدقے کے رقم پر غلاموں کو آزاد کیا[38]۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت کے امن وامان کی پالیسیوں کا جائزہ

امن کے لغوی معنی:

(1) امن: چین، اطمینان، سکون، آرام صلح، آشتی، پناہ[39]۔

(1) امن: پناہ حفاظت، آرام، چین، سکون، لچپسی۔ اطمینان، صلح، وانشی، جنگ کی ضد[40]،

2۔ امن کا مفہوم:

امن سماج کے اس کیفیت کا نام ہے۔ جہاں تمام معاملات معمول کے ساتھ بغیر کسی پر تشدد اختلافات کے چل رہے ہوں[41]۔

(1) امان کے لغوی معنی

(1) امان: پناہ، حفاظت، آرام، آسائش[42]،

(2) امان: پناہ، حفاظت، مطمئین ہونا[43]۔

3 امان:

پناہ، حفاظت، آرام، آسائش، عافیت[44]۔

عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کے بارے میں لوگوں نے خوابیں دیکھی تھیں۔ خلافت کا آغاز آپ نے امن کے پیغام سے کیا۔ کتاب اللہ، دین اللہ اور سنت رسول کو مستحکم کرنے اور اپنانے پر زور دیا[45]۔

(2) امن وامان:

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

حضرت عمر ثانی کے عہد ایک مثالی عہد رہا۔آپ نے شریعت کو دوبارہ زندہ کیا۔آپ نے حکام کو خطوط روانہ کیا۔کہ نماز کے پابندی کرو نماز کے علاوہ جو بھی فرائض ہے۔اسکی بھی پابندی کرو۔آپ نے شراب نوشی پر پابندی لگائی۔اسکے خرید وفروخت پر پابندی لگایا۔عجمیوں کی وجہ سے مسلم معاشرہ خراب ہو گیا تھا۔آپ نے عورتوں کے نوحہ خوانی کو ممنوع قرار دیا۔عورتوں کو حماموں میں جانے اور غسل کرنے سے منع کیا۔مسلمانوں کو سادہ زندگی بسر کرنے کی تاکید کی[46]۔

(3) ذمیوں سے سلوک:

آپ نے ذمیوں سے اچھا سلوک کیا۔اسی معاملہ میں آپ نے عمر فاروق کے مثال پیش کی۔اپنے حکام کو یہ تاکید کی کہ جزیہ اور خراج کے اصولی میں نرمی سے کام لیں۔قانون کے نگاہ میں ذمی اور مسلمان برابر تھے۔اگر مسلمان ذمی کو قتل کر دیتا تو ان کو مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دیتا۔ذمیوں کے زمینیں ان کو واپس کر دی۔بعض گرجو کو بھی ذمیوں کو حوالے کیا۔ایک دفعہ ہشام بن عبد الملک نے ایک ذمی کے خلاف مقدمہ درج کیا۔تو آپ نے عدالت میں ہشام جیسے ممتاز اموی اسی کے برابر کھڑا کیا۔اس پر جب ہشام بگڑا تو آپ نے اسے سخت ڈانٹا۔اس حسن سلوک اور نرمی سے ذمی بڑے خوشحال ہو گئے[47]۔

4) رعایا کی خوشحالی:

مظالم کے انسداد،ناجائز ٹیکسوں کی منسوخی ذمیوں کے ساتھ مراعات اور عام داد ہش کی وجہ سے ملک نہایت فارغ البال اور رعایا آسودہ حال تھی۔ملک میں افلاس کا نشان باقی نہ رہ گیا تھا۔مہاجرین یزید کا بیان ہے کہ ہم لوگ صدقہ تقسیم کرتے تھے۔ایک سال کے بعد دوسرے سال وہ لوگ جو پہلے صدقہ لیتے تھے خود دوسروں کو صدقہ دینے لگتے تھے[48]۔

5) رفاہ عامہ:

حضرت عمر بن عبد العزیز نے رعایا کا بہت خیال رکھا۔آپ کے عہد میں آپ نے بڑی تعداد میں سرائیں تعمیر کرائیں۔اپنے حکام کو بھی تاکید کی کہ راستوں میں سرائیں بناؤ۔جہاں مسافروں کی میزبانی اور ان کے سامان اور سواریوں کی دیکھ کی جائے[49]۔

6) مذہبی تعلیم کی اشاعت:

عمر بن عبد العزیز نے مذہبی تعلیم کی اشاعت کیلئے خاص اہتمام کیا۔قاضی ابو بکرہ بن حزم کو لکھا کہ لوگوں کو چاہیئے کہ عام طور پر علم کی اشاعت کریں۔تعلیم کے لئے حلقہ درس میں بیٹھیں تاکہ جو لوگ نہیں جانتے وہ جان لیں۔ایک اور عامل کو لکھا کہ لوگوں کو حکم دو وہ اپنی مسجدوں میں علم کی اشاعت کریں کیونکہ سنت مردہ ہو چکی ہے[50]۔

7) اشاعت اسلام:

تمام عمال کو حکم دیا کہ ذمیوں کو اسلام کی دعوت دی جائے۔جو ذمی اسلام قبول کر لیں ان کا جزیہ معاف کر دیا جائے۔اس طریقہ سے اسلام کی بڑی اشاعت ہوئی تنہا جراح بن عبد اللہ حکمی والی خراسان کے ہاتھوں پر چار ہزار ذمی مسلمان ہوئے[51]۔

اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی امہاجر والی مغرب کی تبلیغ سے سارے مغرب میں اسلام پھیل گیا[52]۔

8) علم میں فضل و کمال:

اس زمانہ کے جس قدر علوم تھے حضرت عمر بن عبد العزیز کو ان میں مہارت حاصل تھا۔اگر سیاست میں عمر بن عبد العزیز قدم نہ رکھتی۔تو یقین کرے کہ وہ اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور سب سے بڑی مسند درس کی زینت ہوتے۔علمی اعتبار سے انکا شمار بڑے بڑے ائمہ میں سے ہوتا ہے۔آپ کے بارے میں حافظ ذہبیؒ نے اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء میں انکا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے: الامام الحافظ العلامۃ المجتھد العابد السید۔

ترجمہ: امام، حافظ، علامہ مجتہد، عبادت گزار اور سردار۔

تذکرۃ الحفاظ میں لکھا: کان فقیھا عارفا بالسنن، ثبتا حجۃ، حافظاً قانتاللہ، اواھامنیباً

یعنی آپ فقیہ، مجتہد، عالم سنت، کبیر الشان، ثبت، حجت، حافظ الحدیث، اللہ تعالیٰ کے فرمان بردار، نرم دل اور حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے تھے[53]۔

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غرائب قرآن کے بھی مفسر تھے اور حدیثیں بھی روایت کرتے تھے اور فقیہ بھی تھے۔خصوصاً فقیہ کے باب زہد، باب عدل اور باب نصیحت میں وسیع معلومات رکھتے تھے[54]۔

9) تفسیر وحدیث:

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

اس زمانہ میں سب سے بڑا عالم اسکو سمجھا جاتا تھا۔ جس کی حدیث و تفسیر اور فقہ میں نظر وسیع ہو۔ سیدنا عمر ثانی عمر بن عبد العزیز ان سب باتوں میں مکمل مہارت رکھتے تھے۔ بڑے بڑے علماء مشکل سوال کے جواب میں آپ سے رجوع فرماتے تھے۔ ایک دفعہ شام و حجاز کے بعض علماء نے آپ کے صاحبزادے عبد الملک سے کہ آپ کے والد سے قرآن حکیم کی اس آیت انی لھم التناوش من مکان بعید وہ دور سے کیونکر پا سکتے تھے۔

کے بارہ میں پوچھو کہ اس سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے پوچھا۔ سیدنا عمر بن عبد العزیز نے جواب دیا کہ اس سے مراد وہ توبہ ہے۔ جس کی خواہش اس وقت کی جائے جس وقت انسان اس پر قادر نہ ہو۔ اور حدیث کے بارے میں تو حافظ ذہبیؒ کا قول نقل کیا جا چکا ہے کہ حدیث اور سُنت کے حافظ اور عارف تھے۔

امام مالکؒ اور ابن عیینہؒ نے آپ کو حدیث کے بارے میں امام وقت کہا ہے نوویؒ اور دوسرے کئی ایک علماء نے لکھا ہے۔ کہ جتنی مرفوع احادیث آپ کے ذہن میں محفوظ تھیں۔ اتنی کسی اور تابعی اور آپ کے معاصر کے حافظہ میں نہ تھیں۔ چنانچہ ایوب سختیانی فرماتے ہیں۔ کہ میں جن جن حضرات سے ملا ہوں۔ ان میں سے کسی شخص کو میں نے رسول اللہ کی احادیث روایت کرنے والا نہیں پایا جتنا عمر بن عبد العزیز کو پایا ہے[55]۔

10) علوم حدیث کا اہتمام:

آپ نے علم کی نشر و اشاعت کا اہتمام بھی کر رکھا تھا۔ اور آپ نے علماء کو بھی لکھا تھا کہ اپنی مسجدوں میں علم پھیلاتے رہیں کیونکہ سنتیں مٹادی گئی ہیں۔ ایک دن آپ نے خطبہ میں فرمایا: لوگو:

طبیب سخت بیماریوں کیلئے ہی بلایا جاتا ہے۔ دیکھو جہالت سے زیادہ شدید کوئی بیماری نہیں اور گناہوں سے زیادہ گندہ کوئی مرض نہیں اور موت سے زیادہ سنگین کوئی خوف نہیں۔

جب آپ کو علم کے بھلائے جانے کا ڈر ہوا تو آپ نے اصول علم کو راسخ کرنے کیلئے دفعتہ یہ قدم اُٹھایا فرمادیا کہ تاکیدی حکم نافذ فرمادیا کہ لکھ کر علم کی کہ حفاظت کی جائے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ ہی نے سب سے پہلے حدیثیں جمع کیں۔

کہا جاتا ہے کہ آپ نے ابن حزم کو لکھا تھا: احادیث نبویہ کو تلاش کر کے لکھ لو۔ کیونکہ مجھے علم کے مٹ جانے کا خطرہ ہے اور علماء کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیث کو قبول کرو اور علم کو عام کرو۔ علم سکھانے کے مجلسیں قائم کیجائے۔ کیونکہ علم اس وقت مٹے گا جب وہ راز بن جائے گا[56]۔

---

[1] ابن سعد (ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی، مترجم، علامہ عبد اللہ العمادی، نفیس اکیڈمی، اُردو بازار لاہور، طبقات ابن سعد جزء 5 صفحہ 330)

[2] حوالہ (ایضاً)

[3] جلال الدین سوطی عبد الرحمٰن، حوالہ تاریخ الخلفاء، مترجم، مولانا شبیر احمد صاحب، فرید بک ڈپو پرائیویٹ لمیٹڈ، س،ن جزء 1 ص 171۔

[4] حافظ شمس الدین ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، جزء 1، صفحہ 118۔

[5] ایضاً

[6] ابن حجر، حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری جز 1 ص 571۔

[7] ابن جرید. محمد ابن جرید طبری تاریخ طبری، مترجم، سید ابراہیم، الفیصل ناشران و تاجران کتب، غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور، اکتوبر 2016ء، جز 4 ص 11 تا 19۔

ابن سعد، محمد بن سعد، طبقات ابن سعد مترجم، علامہ عبد اللہ العمادی، نفیس اکیڈمی، اُردو بازار لاہور کراچی جزء 5، ص 338۔[8]

نجیب آبادی، اکبر شاہ نجیب آبادی، تاریخ اسلام، الفیصل ناشران و تاجران کتب خانہ، غزنی سٹریٹ اُردو باز الاہور اکتوبر 2016ء، جلد اول، ص[9] 741

عبد الرسول، صاحبزادہ عبد الرسول، تاریخ اسلام ابرائے سال اول (ص ۳۳۵)[10]

ابو داؤد، ابو عبد الرحمٰن، ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی سنن ابو داؤد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2005، جلد اول حدیث نمبر[11] 886

[12] نجیب آبادی، اکبر شاہ نجیب آبادی تاریخ اسلام الفیصل ناشران و تاجران کتب، غزنی سٹریٹ اُردو بازار، لاہور، اکتوبر 2016ء، جلد اول ص 745 س ن

[13] بو داؤد، ابو عبد الرحمٰن، سلیمان بن اشعث سجستانی سنن ابو داؤد حدیث نمبر 394 دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2005ء درجہ صحیح

[14] تالیف علامہ جلال الدین سیوطی مترجم مولانا حکیم سبیر احمد صاحب انصاری، تاریخ الخلفاء، فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ س ن، صفحہ 95 تا 96ء

[15] نجیب آبادی، اکبر حضرت شاہ ولی اللہ نجیب آبادی تاریخ اسلام، جلد اول، ال فیصل تاشران وتاجران کتب خانہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور سن اشاعت اکتوبر 2016 ص 738

[16] ایضاًص 747

[17] جلال الدین سبوطی، مترجم بیان امرا مولانا حکیم شبیر احمد صاحب انصاری، تاریخ الخلفاء فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لیمٹڈ ص 298 سن ن

[18] جیب آبادی، اکبر شای نجیب آبادی، تاریخ اسلام جلد اول، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور سن اشاعت اکتوبر 2016ء ص 745

[19] ایضاًص 747

[20] تالیف علامہ جلال الدین سیوطی، مترجم مولانا حکیم شبیر احمد صاحب انصاری، تاریخ الخلفا، فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ، سن ن، ص 298تا299۔

[21] نجیب آبادی، اکبر شاہ نجیب آبادی، تاریخ اسلام، جلد اول، الفیصل ناشران وتاجران کتب خانہ، غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور، سن اشاعت اکتوبر 2016ء ص 749تا 751۔

[22] تالیف علامہ جلال الدین سیوطی، مترجم، مولانا حکیم شبیر احمد صاحب انصاری، تاریخ الخلفاء، فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ، سن: ن، ص 302تا303

[23] ایضاً، ص 304

[24] ایضاً، صفحہ 306

[25] نجیب آبادی، اکبر شاہ نجیب آبادی، تاریخ اسلام جلد اول، الفیصل ناشران وتاجران کتب خانہ، غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور، سن اشاعت اکتوبر 2016ء ص. 751

[26] ایضاً، صفحہ 784تا755

[27] عبدالرسول، صاحبزادہ عبدالرسول، تاریخ اسلام برائے سال اول، ص 336تا 337

[28] میر سید شریف، جرجانی، کتاب تعریفات، ص 35 میر محمد کتب خانہ کراچی 2000

[29] ابن المنظور، جمال الدین، لسان العرب 49 نشر ادب الحوزہ یران 2001

[30] مولوی فیروزالدین مرحوم، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ پرائیوٹ، لاہور، راولپنڈی، کراچی ص 943

[31] ابن منظور، ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم لسان العرب (دار صادر، بیروت) 43011

[32] صدیقی، محمد عبدالحفظ، برصغیر پاک وہند میں اسلام، نظام عدل (ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ص 9

[33] ابوالفضل، جمال الدین احمد بن مکرم، لسان العرب (ادار صادر، بیروت) 839

[34] عبدالرسول، صاحبزادہ عبدالرسول، تاریخ اسلام، ص 330 تا 333

[35] نجیب آبادی، اکبر شاہ نجیب آبادی، تاریخ اسلام جلد اول، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور، اکتوبر 2016ء، ص، 713

[36] ایضاً

[37] عبدالرسول، صاحبزادہ عبدالرسول، تاریخ اسلام برائے سال اول ص ۳۳۳تا ۳۳۴

[38] عمر بن عبدالعزیز لابن عبدالحکم من 65. جزء 1

[39] الحاج مولوی فیروزالدین مرحوم، ادارۂ تصنیف وتالیف فیروز سنز پرائیون لمیٹڈ، لاہور راولپنڈی کراچی) ص، 128

[40] rekhtadictionary.com ریختہ ڈکشنری

[41] آزاد ادارۃ المعارف ویکیپیڈیا

[42] پروفیسر علی حسن، محمد ظہور الحسن، جاوید حسین، آئینہ اُردو لغت، خالد بک ڈپو، 40 اردو بازار لاہور، سن 2000ء

[43] القاموس الوحید، ص: ۱۳۶، ط: ادارہ: اسلامیان لاہور

[44] الحاج مولوی فیروزالدین مرحوم، اُردو فیروز اللغات، ادارہ تصنیف وتالیف فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ، لاہور، راولپنڈی، کراچی

[45] عمر بن عبدالعزیز جزء 1 ص 40،36

[46] صاحبزادہ عبدالرسول، تاریخ اسلام. ص 334 تا ۳۳۵

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.2 (2024)
(April-June)

47 ایضاً

48 ابن سعد:5/2006

49 صاحبزادہ عبدالرسول، تاریخ اسلام، ص336۔

50 سیرت عم بن عبدالعزیز:4

51 (ابن سعد:5/285)

52 (فتوح البلدان:357)

53 حکیم محمود احمد ظفر، سیدنا عمر بن عبدالعزیز تاریخ کی روشنی میں، علی پلازہ، 3مزنگ روٹی، لاہور سن اشاعت 2003ء، ص247

54 الیف علامہ عبدالعزید سید الاہل، ترجمہ مولانا راغب رحمانی، خلیفہ زاہد حضرت عمر بن عبدالعزید، مطبوعہ احمد برادرز پرنٹرز۔ کراچی، نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی سن اشاعت 1989ء، ص257

55 حکیم محمود احمد ظفر، نے سیدنا عمر بن عبدالعزیز تاریخ کی روشنی میں، علی پلازہ، 3مزنگ روڈ، لاہور سن اشاعت اکتوبر 2003ء، ص248تا249

56 مولانا راغب رحمانی، خلیفہ زاہد حضرت عمر بن عبدالعزیز، ناشر: نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی مطبوعہ: احمد برادرز پرنٹرز، کراچی، ص258تا259۔